مولانا محمد یونس اثریؒ
ایک شخصیت ایک تحریک

قاضی عبدالحکیم
مظفرآباد آزاد کشمیر

مولانا محمد یونس اثریؒ امیر جمعیت اہل حدیث آزاد کشمیر بتاریخ 21 ستمبر بروز منگل داعی اجل کو لبیک کہہ گئے آپ کی وفات کی خبر چند لمحوں میں آزاد کشمیر اور پاکستان کے کونے کونے تک پھیل گئی۔

مولانا مرحوم کی شخصیت آزاد کشمیر، پاکستان اور دنیائے عرب وعجم میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی بے بہا خصوصی عنایتوں سے نواز رکھا تھا۔ بلاشبہ قادر مطلق اپنے پسندیدہ بندوں سے ایسے کام لیتا ہے جو رہتی دنیا تک اس شخص کی نیک نامی اور آخرت میں باقیات الصالحات ثابت ہو کر باعث اجر وثواب ٹھہرتے ہیں۔ مولانا کا شمار اللہ تعالیٰ کے انہی پسندیدہ بندوں میں ہوتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی سربلندی اور اپنی مخلوق کی خدمت وبھلائی کیلئے چن رکھا تھا۔ ذیل میں مرحوم کی شخصیت اور خدمات کے حوالہ سے مختصر جائزہ پیش ہے۔

مولانا محمد یونس اثریؒ مرحوم 1927ء میں مظفرآباد آزاد کشمیر کے ایک نواحی گاؤں گھنیاں میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی مولانا محمد احمد بھی ایک دیندار شخصیت تھے۔ والد محترم نے شروع دن سے مولانا کو دینی تعلیم کی طرف راغب کیا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد 1942ء میں مزید دینی علم کیلئے داتا اور حفیظ باڈی مانسہرہ ضلع ہزارہ چلے گئے۔ 1945ء میں مدرسہ غزنویہ امرتسر میں داخلہ لیا۔ 1947ء تک امرتسر میں زیر تعلیم رہے تقسیم ہند کے موقع پر واپس گھر لوٹے۔ 1948ء میں والد محترم نے مولانا مرحوم کو مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی کی خدمت میں بھیجا۔ مولانا نے مولانا محمد یونس اثریؒ مرحوم کو بمع دیگر مولانا محمد اسماعیل سلفی کے پاس بھیجا۔ مرحوم محمد اسماعیل سلفی کے مدرسہ میں ترجمہ قرآن کریم اور حدیث کی ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد 1949ء میں ہی اپنی تعلیم مکمل کی۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد مدرسہ تقویۃ الاسلام لاہور میں داخل ہوئے اور وہیں اپنی تعلیم مکمل کی۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد مرحوم 1955ء کو واپس آبائی ضلع میں تشریف لائے اور آزاد کشمیر کے دار الحکومت مظفرآباد کو اپنی جائے اقامت منتخب کر کے عقیدہ قرآن وسنت کی ترویج واشاعت کا کام شروع کیا۔ اگرچہ مرحوم کے اس دعوت حق کے کام کے منظم آغاز کے وقت آزاد کشمیر کے دور دراز علاقوں میں عقیدہ کتاب وسنت کے حامل افراد صرف چند تھے لیکن مظفرآباد میں مولانا محمد یونس اثریؒ کے خاندان کے چند بزرگوں کے علاوہ کوئی بھی مسلک اہل حدیث کی حامل شخصیت نہ تھی۔ مرحوم کے خاندان میں مولانا محمد حسین ہزاروی اور مولانا سکندر صاحب معروف اور قابل ذکر علماء گزرے ہیں۔ مولانا سکندر مرحوم برصغیر کی معروف دینی درسگاہ جامع نذیریہ دہلی کے فارغ التحصیل تھے۔ سید نذیر حسین دہلویؒ کی قائم کردہ یہ عظیم درسگاہ ایک صدی سے زائد عرصہ سے مسلمانان عالم کو نور علم سے فیضیاب کر رہی ہے۔ مولانا محمد یونس اثریؒ مرحوم نے اپنی ذات کو عقیدہ قرآن وسنت کی ترویج واشاعت کیلئے وقف رکھنے کے ساتھ دیگر تمام شعبہ ہائے زندگی سے اپنی تعلق قائم رکھا اور اس بناء پر آزاد کشمیر اور پاکستان میں ہر طبقہ زندگی میں اعلیٰ مقام حاصل کیا۔

مولانا محمد یونس اثریؒ نے 1961ء میں مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے حکم پر پورے آزاد کشمیر میں اہل حدیث کی رکن سازی کا کام کیا۔ 1971ء میں مرحوم کو احباب جماعت نے جمعیت اہلحدیث کا کنوینر مقرر کیا۔ مرحوم کو 1975ء میں جمعیت اہلحدیث آزاد کشمیر کا امیر مقرر کیا گیا اور وہ تاحیات اس منصب پر فائز رہے۔ مولانا مرحوم نے اپنی تعلیم کی تکمیل کے بعد مظفرآباد آمد کے بعد دعوت حق کی صدا بلند کرنے کیلئے ایک مسجد کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہے تھے کہ اس اثناء میں مولانا محمد یونس اثریؒ کے ہم فکر ایک دوست شیخ عبدالغنی سیشن جج نے مولانا کی اس تڑپ اور بیقراری کو محسوس کرتے ہوئے اپنا رہائشی مکان مسجد اہل حدیث کیلئے وقف کرنے کا فیصلہ کیا۔ مولانا مرحوم نے جج صاحب موصوف اور دیگر رفقاء کے ساتھ مل کر یہاں پر مسجد کی تعمیر کا فیصلہ کیا۔ ایسے دور میں جب کہ اس خطہ میں سلفی منہج کے حامل فرد ڈھونڈے نہ ملتے تھے، مسجد کی تعمیر کیلئے وسائل مہیا کرنا ایک بہت کٹھن مرحلہ تھا۔ مولانا مرحوم نے قرب وجوار کے گاؤں میں آباد اپنے عزیز واقارب کو مسجد کے لئے اپنی حیثیت کے مطابق تعمیراتی سامان مہیا کرنے کو کہا۔ چنانچہ چند لوگوں نے لکڑیاں وغیرہ مہیا کیں اور اس طرح ایک کچی مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ کچی مسجد جس نے بعد میں ایک خوبصورت مسجد ومدرسہ، طلباء کی اقامت گاہ اور دفتر جمعیت

اہل حدیث کی صورت اختیار کی آزاد کشمیر کے کونے کونے میں مسلک قرآن وسنت کی اشاعت کا سبب بنی اور مرحوم کی وفات تک ان کی اقامت گاہ بھی رہی۔

جہاد سے عقیدت کی حد تک وابستگی مرحوم کا خاندانی ورثہ تھا۔ آپ کے دادا محترم امیر اللہ صاحب بالا کوٹ میں مجاہدین کے شانہ بشانہ شامل رہے۔ بعد ازاں مرحوم کے والد محترم بھی اسمست چڑ کند میں شاہ اسماعیل کی تحریک میں کئی سالوں تک مصروف جہاد رہے۔ اس تسلسل کو مولانا مرحوم نے بہت خوبصورت انداز میں آگے بڑھاتے ہوئے جہاد کشمیر کے آغاز میں کشمیر میں تحریک المجاہدین کی داغ بیل ڈالی اور وفات تک مرحوم اس تحریک کی سرپرستی کرتے رہے انہوں نے جہاد کشمیر کے حوالہ سے بلا تفریق مکتبہ فکر ہر پلیٹ فارم سے جہاد کی آواز کو دور دور تک پہنچانے میں اپنی بھر پور توانائیاں صرف کیں۔ مرحوم جہاد کشمیر سے وابستہ تمام تنظیموں کی بالعموم اور سلفی منہج کے مطابق عقیدہ کی بنیاد پر جہاد میں مصروف تنظیموں کی بالخصوص بھر پور سرپرستی فرماتے۔ دور دراز تک جہادی پروگراموں میں بنفسِ نفیس شرکت فرماتے۔ نوجوان مجاہدین کے جذبہ کو ابھارتے اور اپنی دعائے نیم شب میں بڑی رقیق القلبی سے مجاہدین کی فتح ونصرت کیلیے اللہ کے حضور دست بدعا رہتے۔

مولانا مرحوم دعوت حق کو پھیلانے میں مسجد کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے آزاد کشمیر بھر میں 40 کے قریب مساجد تعمیر کروانے کا اعزاز بخشا۔ جنگ خلیج سے قبل مرحوم کویت، سعودی عرب اور عرب امارات سے مساجد کی تعمیر کے لئے بطور خاص رقوم حاصل کرتے اور ایسی جگہ جہاں شرک وبدعت کی تاریکی زوروں پر ہوتی مسجد اہل حدیث کی صورت میں توحید کی روشنی کا ایک چراغ جلا دیتے۔ سب سے بڑا کام جو اللہ تعالیٰ نے مرحوم سے لیا وہ اس وقت آزاد کشمیر کے دار الحکومت مظفر آباد کی دی آئی پی ہاؤسنگ سکیم میں 12 کنال اراضی پر محیط ایک وسیع وعریض جامعہ اور مسجد کا قیام ہے۔ جامعہ محمدیہ کے نام سے یہ ادارہ محل وقوع، عمارت کا طرز تعمیر اور وسعت کے اعتبار سے آزاد کشمیر کے تمام مدارس میں منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ اس ادارہ سے فارغ التحصیل ہزاروں حفاظ، قراء اور عربی مدرسین آزاد کشمیر، پاکستان اور بیرونِ ملک میں دین کی اشاعت کا کام کر رہے ہیں۔

مولانا محمد یونس اثری مرحوم نے آزاد کشمیر میں بحیثیت رکن اسلامی نظریاتی کونسل ورکن مرکزی زکوۃ کونسل متعدد قوانین کی ترتیب میں اہم کردار ادا کیا۔ آزاد کشمیر میں سردار عبدالقیوم خان صاحب کے ابتدائی دورِ حکومت میں مولانا مرحوم نے نظام قضا وافتاء کا قیام، سکولوں، کالجوں میں قراء وعربی مدرسین کی تقرریاں، اردو بان کو آزاد کشمیر کی دفتری زبان قرار دینا اور شلوار قمیص کو آزاد کشمیر کا قومی لباس قرار دینے جیسے شاندار اقدامات میں اپنا بھر پور کردار ادا کیا۔ وہ تا حیات اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن رہے اس حیثیت میں ان کی خدمات انتہائی لائق تحسین ہیں۔

مرحوم نظریاتی طور پر مسلم کانفرنس سے وابستہ تھے۔ وہ کافی عرصہ تک کانفرنس کے مذہبی بورڈ کے چیئرمین کے منصب پر فائز رہے۔ مرحوم نے ہمیشہ اپنی دینی دعوتی سرگرمیوں کو دیگر مصروفیات پر فوقیت دی انہوں نے سیاست میں اصول وکردار کی اہمیت کو اجاگر کیا اور اصولوں سے عکس سیاست کاری کو ہمیشہ نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ مرحوم سرکاری تعلیمی اداروں میں تعینات ہونے والے قراء اور عربی مدرسین کی سلیکشن کمیٹی کے کافی عرصہ تک رکن رہے انہوں نے اس حیثیت میں تعلیمی اداروں میں قرآنی تعلیم کو عام کرنے کی اہمیت کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔

دیگر اوصاف کے ساتھ ساتھ مہمان نوازی بھی آپ کی طبیعت کا خاصا تھا۔ مرحوم کے گھر کا دستر خوان بلا امتیاز اعلیٰ وادنی ہمیشہ مہمانوں سے سجا رہتا۔ ایک خاص وصف جو رہ رہ کر مرحوم کی شخصیت کی یاد دلاتا ہے وہ یہ کہ مرحوم اپنے مہمانوں کو کھانا وغیرہ اپنے ہاتھ سے ڈال کر دینا فریضہ سمجھتے تھے۔ مہمان کی خاطر داری میں اپنا بھر پور خلوص پیش کرتے۔ اپنے ہم عصر رفقا کی دل وجان سے قدر کرتے اپنے اساتذہ کو والدین کا سا احترام دیتے اور پہروں اپنے اساتذہ کی علمی حیثیت اور ان کے دینی وعملی کارناموں کا تذکرہ کرتے رہتے۔

مرحوم تاحیات اپنے ان مدارس، جہاں وہ زیرِ تعلیم رہے، کی ماہانہ بنیادوں پر اعانت کرتے تھے۔ آپ ایک سال سے تقریباً صاحب فراش تھے۔ اس اثنا میں جب بھی چلنے پھرنے کے قابل ہوتے تو فوراً جامعہ محمدیہ پہنچتے اور اپنی معمول کی حدیث کی کلاس لیتے۔ مرحوم آخری دم تک جامعہ محمدیہ میں آخری درجہ کے طلبہ کو بخاری شریف پڑھاتے رہے۔

قرآن کریم کی تلاوت اور وعظ ونصیحت کے دوران رقت قلبی آپ کی طبیعت کا حصہ تھا۔ ماہ صیام میں تکمیل قرآن کے موقع پر طویل دعا فرماتے۔ اس دوران مرحوم سمیت سب حاضرین کی ہچکی بندھ جاتی۔ میں نہیں سمجھتا اس کیفیت، اس خلوص اور اس حضور قلبی سے کی گئی کسی بھی دعا کو اللہ تعالیٰ کے حضور شرف اجابت حاصل نہ ہو۔ بلاشبہ ایک عالم کی موت پورے جہان کی موت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کی دینی خدمات کو اپنے حضور شرفِ قبولیت عطا فرمائے (آمین)